عاریت پر لی گئی کتب سے متعلق چند گزارشات!

مولانا محمد طیب حنیف
فاضلِ جامعہ

قراءتِ کتب کی اہمیت اور اس کا تحصیلِ علم میں نافع ہونا کسی بھی سمجھدار شخص پر مخفی نہیں۔ نیز اس قابلِ اقتداء عمل کی صحت سے متعلق کوئی دو رائے نہیں۔ استفادہ بذریعہ کتب اپنے ماسویٰ دیگر جدید ذرائع ابلاغ سے سہل ترین ہے، اس میں بغیر کسی جدید ترین ٹیکنالوجی سے بہرہ یاب ہوئے بخوبی استفادہ کیا جانا ممکن ہے، البتہ اس کے لیے طبعی رغبت اور شوق ضروری ہے۔ کتاب سے استفادے کی متعدد صورتیں ہیں، مثلاً: کسی کتاب کو خریدنا، اجارہ پر مدتِ معلومہ کے لیے اُٹھانا، عاریۃً (بلاعوض) مطالعہ کرنا۔ ان تمام صورتوں کی شریعتِ اسلامیہ نے چند منضبط احکام وقواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اجازت مرحمت کی ہے، جن کی تفصیل کتبِ مطولات میں درج ہے۔ اس مضمون میں عاریت پر لی گئی کتب سے متعلق چند گزراشات پیش خدمت ہیں:

عاریت کی لغوی واصطلاحی تحقیق:

’’التّداوُل فِي الشَّيْءِ يَكُوْنُ بَيْنَ اثْنَيْنِ‘‘ یعنی عاریت لغت میں عاقدین کے درمیان ہونے والے اُدھار پر مبنی لین دین کو کہتے ہیں۔ (۱) جبکہ اصطلاحِ فقہ میں ’’تمليك المنافع بغير عوض‘‘ یعنی بغیر عوض کے منافع کا مالک بنادینے کو عاریت کہتے ہیں۔ (۲)

ملاحظہ: تعریف میں ’’تملیک‘‘ کی قید جمہور حنفیہ کے نزدیک ہے، اس کے برخلاف شوافع حضرات اور احناف میں سے امام کرخیؒ اباحتِ انتفاع کے قائل ہیں۔ (۳)

کتب کو عاریت پر دینے سے متعلق احکام اور فقہاءِ کرام کی آراء

کتب کو عاریت پر دینے سے متعلق بنیادی طور پر چار طرح کی آراء ملتی ہیں:

①: وجوب

اس جماعت کے نزدیک کتابوں کو عاریت پر دینا امرِ وجوبی ہے، اور اس میں بُخل ’’غلول

الکتب'' (کتابوں کی روک تھام) میں داخل ہے، جیسا کہ خطیب بغدادیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب میں ایک روایت نقل کی ہے، جس میں امام زہریؒ اپنے شاگرد یونس کو ناصحانہ خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''یایونس! إیاك وغُلول الکتب''، پھر غلولِ کتب کی خود تفصیل فرمائی: '' حَبْسُها علی أصحابها'' یعنی صاحبِ کتاب کے پاس کتاب کا محبوس رہنا یہ غلول میں داخل ہے۔ (۴) جبکہ بطریقِ خلال روایت کے کلمات یوں ہیں: ''حبسُها عن أهلها'' یعنی اس کتاب کے مطالعہ واستفادہ کی صلاحیت واستعداد کے حامل شخص سے کتاب کو محبوس رکھنا یہ ''غلول الکتب'' ہے۔ (۵)

اس جماعت میں ابن مبارک، سفیان ثوری اور امام شافعی رحمہم اللہ شامل ہیں۔ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں:

''ینبغي لمن ملك کتابا أن لایبخل بإعارته لمن هو أهله، وکذلك ینبغي بالدلالة علی الأشیاخ، وتفهیم المشکل، فإن الطلبة قلیل، وقد عمّهم الفقر، فإذا بخل علیهم بالکتاب والإفادة کان سبباً لمنع العلم.''(۶)

''یعنی صاحبِ کتاب کو چاہیے کہ وہ باصلاحیت واہلیت کے حامل اشخاص کو عاریۃً کتب حوالہ کرنے پر بخل کا اظہار نہ کرے، اسی طرح اساتذہ ومشائخ کی جانب رہنمائی کرنے اور مُغلق ونخلک عبارات کا عقدہ حل کرنے میں کنجوسی سے کام نہ لے، چونکہ (حقیقی) طلبۂ علم کی تعداد قلیل ہے، طُرّہ یہ کہ ان پر فقر وفاقہ نے ڈیرہ ڈال رکھا ہے، لہٰذا اگر کتاب وافادہ سے بخل کرے گا تو یہ شخص حصولِ علم میں مانع اور رکاوٹ کا باعث بنے گا۔''

۲: مندوب

یہ جمہور علماء کی رائے ہے، جن میں خطیب بغدادی اور بدر ابن جماعہ رحمہم اللہ جیسی نمایاں شخصیات موجود ہیں۔ خطیب بغدادیؒ رقم طراز ہیں:

''قال أبوبکر: إذا کان لرجل کتاب مسموع من بعض الشیوخ الأحیاء فطلب منه لیسمع من ذٰلك الشیخ فیستحبّ أن لایمتنع من إعارته، لما في ذٰلك من البر واکتساب المثوبة والأجر.''(۷)

''ابوبکرؒ فرماتے ہیں: جب کسی شخص کے پاس بقید حیات مشائخ سے سنی گئی روایات کا مجموعہ محفوظ ہو، اور کوئی دوسرا شخص اس سے سوال کرے تو بہتر یہ ہے کہ وہ عاریتاً سپردگی سے منع نہ کرے، اس میں اس عاریت پر دینے والے شخص کے لیے نیکی اور اجر وثواب کے حصول کا نادر موقع ہے۔''

اس سے متعلق امام شافعیؒ کا مشہور شعر ہے:

یا ذا الذي لم تر عین من رآه مثله
العلم یأبی أهله أن یمنعوه أهله

ترجمہ: ''اے وہ شخص جس کا مثل ونظیر دیکھنا اس آنکھ کو نصیب نہ ہوا، علم تو اپنے اہل و مستحق افراد سے روکے جانے سے اِنکاری ہے۔''(۸)

چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''ولاينبغي للمتعلم أن يكون بخيلاً بعلمه، إذا استعار منه إنسان كتاباً أو استعان به في تفهيم المسئلة أو نحو ذٰلك، ولاينبغي أن يبخل به؛ لأنهٗ يقصد بتعلمهٖ منفعة الخلق، فلا ينبغي أن يمنع منفعتهٗ في الحال.''(۹)

③: مباح

یہ جمہور فقہاء حنفیہ ومالکیہ کا مسلک ہے(۱۰)، چونکہ ضابطہ یہ ہے: ''كل عين فيها نفع يجوز إعارته''... ''ہر وہ چیز جس کا عین قابلِ انتفاع ہو، اس کو عاریت پر دینا جائز ہے۔''

اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ماثور اس کی اباحت کے لیے کافی شافی دلیل ہے۔

ابوداود کی روایت ہے:

''أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - استعار منه (صفوان بن أمية) أدْراعاً يَومَ حُنَينٍ، فقال: أغَصْبٌ يا محمد؟ فَقَالَ: ''لا، بل عاريَّةٌ مضمونَةٌ.''(۱۱)

''جنگِ حنین کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت صفوان رضی اللہ عنہ) سے کچھ زرہیں عاریۃً طلب کیں، (اس وقت وہ مسلمان نہ ہوئے تھے) انہوں نے پوچھا کہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! غصب کی نیت سے لے رہے ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، عاریت کی نیت سے، جس کا میں ضامن ہوں۔''

④: مکروہ

یہ قول ابن حجر ہیتمیؒ نے ''الفتاوى الحديثية'' میں صیغۂ تمریض کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور خود ہی اس کی پُرزور تردید فرمائی ہے۔ خطیب بغدادیؒ نے اپنی کتاب جامع میں علی بن قادمؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے سفیان ثوریؒ کو فرماتے ہوئے سنا: ''لا تعرِ أحداً كتاباً''(۱۲) یعنی ''کسی شخص کو عاریۃً کتاب مت دو۔''

⑤: تحریم

اہلِ علم کے طبقہ میں سے کسی سے بھی اس کی حرمت کا قول نہیں ملتا ہے، البتہ بعض مخصوص حالات و صورتوں کی بنا پر تحریم کا فتویٰ دیا جائے گا، مثلاً کسی کافر کو عاریتاً مصحف یا کتبِ شرعیہ سپرد کرنا، جس کی جانب سے ہتکِ حرمت کا قوی اندیشہ ہو، اسی طرح نابلد وجاہل افراد کو اہلِ بدعت وضلال کی کتب عاریۃً دینا۔

کتابوں کو عاریت پر دینے سے متعلق چند شرائط

عاریت بھی عقودات میں سے ہے، لہٰذا اس کے لیے بھی چند شرائط ہیں:

❶: مُعیر (عاریت پر دینے والے شخص) کا اہلیت رکھنا، یعنی اس کا عاقل و بالغ ہونا، اسی طرح اگر وہ کتاب معیر کی نہ ہو تو مالک کی اجازت سے سپرد کرنا۔

❷: مُستعیر (عاریتاً طلب کرنے والے شخص) کا اہلیت رکھنا، یعنی عاقل و بالغ ہونا، اور کتبِ شرع جن میں آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ لکھی گئی ہوں ان کو حوالہ کرنے کی صورت میں مستعیر کا مسلمان ہونا۔

❸: عاریت پر دی جانے والی کتب باطل و گمراہ کن نظریات وعقائد کی عکاسی نہ کرتی ہوں، اگر وہ دین و شریعت سے متعلق شکوک و شبہات کا باعث ہوں تو ان کو عاریۃً دینا کسی صورت بھی جائز نہیں۔ (۱۳)

عاریت پر دی جانے والی کتب سے متعلق ضمان کا حکم

ہلاکت کی صورت میں عاریت پر دی جانے والی کتب پر ضمان کے وجوب اور عدمِ وجوب سے متعلق علماء کی مختلف آراء ملتی ہیں:

①: جمہور اہلِ علم جن میں شوافع و حنابلہ داخل ہیں، ان حضرات کے نزدیک عقدِ اعارہ مقتضیِ ضمان ہے، نیز قاضی شریح رحمہ اللہ بھی اسی کے مطابق فیصلہ فرماتے ہیں، اس مسلک میں مقتدیٰ شخصیت ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ مصنف عبدالرزاق میں یوں روایت درج ہے:

’’عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ، وَكَانَ قَاضِيًا قَالَ: سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: اَضْمَنُ الْعَارِيَةَ؟ فَقَالَ: ’’نَعَمْ إِنْ شَاءَ اَهْلُهَا.‘‘(۱۴)

’’ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے- وہ منصب قضاء کے عہدے پر فائز تھے- کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ عاریت پر لی گئی چیز قابل ضمان ہے؟ فرمایا: ’’ہاں اگر اس کا مالک ضمان کا مطالبہ کرنا چاہے۔‘‘

②: بعض اہلِ علم جیسے حسن، سفیان، شعبی، عمر بن عبدالعزیز، قاضی شریح رحمہم اللہ نے ضمان کی مطلق نفی فرمائی ہے، (۱۵) ان حضرات نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آثار سے استدلال کیا ہے:

’’عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: ’’لَيْسَ عَلٰى صَاحِبِ الْعَارِيَةِ ضَمَانٌ.‘‘(۱۶)

’’حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کو عاریتاً چیز سپرد کی گئی (سو اس شئے کی ہلاکت کی صورت میں) کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا۔‘‘

③: البتہ احناف کے نزدیک عاریت اصلاً موجبِ ضمان نہیں، الا یہ کہ مستعیر کی جانب سے تعدّی ہو

تو پھر ضمان عائد ہوگا۔ (۱۷)

جو حضرات بغیر تعدّی کے عدمِ ضمان کے قائل ہیں، ان کی دلیل یہ مرفوع روایت ہے:

’’عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَیْسَ عَلَی الْمُسْتَعِیْرِ غَیْرِ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ وَلَا عَلَی الْمُسْتَوْدِعِ غَیْرِ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ۔‘‘ (۱۸)

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عاریت پر لینے والے شخص پر جو خیانت نہ کرے ضمان لازم نہیں، اسی طرح ودیعت پر چیز رکھنے والا شخص جو خائن نہ ہو اس پر ضمان لازم نہیں۔‘‘

عاریت پر لی گئی کتب میں تصرف کی گنجائش

کیا مستعیر کے تصرفات کو شریعت نے روا رکھا ہے؟ اور کونسی صورتیں تعدی وزیادتی تصور کی جائیں گی؟

①: کتاب کو نقل وکاپی کرنا

اس کو فقہاء کرامؒ نے مالک کی اجازت کے بغیر ممنوع قرار دیا ہے، جیسا کہ ابن مفلحؒ نے ذکر کیا ہے:

’’قَالَ الْمَرُّوْذِیُّ: قُلْت لِأَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ: رَجُلٌ سَقَطَتْ مِنْهُ وَرَقَةٌ فِیْهَا اَحَادِیْثُ فَوَائِدُ فَاَخَذْتُهَا، تُرٰی اَنْ اَنْسَخَهَا وَاَسْمَعَهَا؟ قَالَ: لَا إِلَّا بِإِذْنِ صَاحِبِهَا۔‘‘ (۱۹)

’’مروذیؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص سے اس کے چند صفحات گرے، جس میں احادیث سے متعلق فوائد تھے، کیا میرے لیے ان کو الگ سے لکھنا اور آگے بیان کرنا شرعاً درست ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، مگر مالک کی اجازت حاصل ہو۔‘‘

②: کتاب کے اطراف میں حاشیہ وتعلیق کا اضافہ کرنا

اس کو بھی منع لکھا گیا ہے، چونکہ یہ اصل مالک کے لیے قلبی کدورت کا باعث ہے۔ نیز یہ عمل فریقین کے مابین چپقلش پیدا کرسکتا ہے، اسی طرح یہ عمل کتاب کے صفحات پر سیاہی ملنے کے مترادف ہے۔

③: غلطی کی اصلاح کرنا

اس کا جواز بھی مالک کی طبیعت ورضا پر موقوف ہے، چونکہ یہ غیر کی ملکیت میں تصرف کرنا ہے۔ البتہ شوافع حضرات نے اس پر مزید دو شرائط کا اضافہ کیا ہے:

(الف) اس غلطی کی اصلاح خوش خط سے کی جائے، لہٰذا اگر اس طرح اصلاح کی گئی جس سے وہ عیب دار معلوم ہو تو اجازت نہیں۔

(ب) حد سے زائد اصلاح نہ کرے، جس کی وجہ سے مالک اسے قبول کرنے سے ہی پس وپیش کر بیٹھے، وگرنہ یہ موجبِ ضمان ہوگا۔

④: کسی اور کو آگے عاریتاً کتاب دینا

اس سے متعلق علماء کی دونوں طرح کی آراء ملتی ہیں، یہی حکم ودیعت رکھوانے کا ہے، اس نزاع کی بنیادی وجہ اس بات میں اختلاف ہونا ہے کہ اعارۃ تملیک المنافع کا نام ہے، یا اباحتِ منافع کا؟ جس کی تفصیل اوپر درج کی جاچکی ہے۔ بدر بن جماعہؒ اپنی مایہ ناز کتاب ''تذکرۃ السامع والمتکلم'' میں لکھتے ہیں کہ:

''ولا یعیرہ غیرہ، ولا یودّعہ لغیر ضرورۃ حیث یجوز شرعا.''(۲۰)

''عاریت والی چیز کسی دوسرے کو عاریتاً سپرد نہ کرے، اور بغیر ضرورت ودیعت کے طور پر بھی نہ رکھوائے جہاں رکھوانا درست ہو۔''

عاریۃً کتب کے لین دین سے متعلق ضروری آداب

①: معیر سے وابستہ فرائض وآداب

کتاب کسی کو سپرد کرنے سے قبل اس شخص میں موجود اہلیت ولیاقت کی جانچ پڑتال کرلے، اگر وہ شخص اس کتاب کے پڑھنے کی استعداد سے عاری ہے، یا پڑھنے کی صلاحیت تو رکھتا ہے، مگر اس قدر بے احتیاطی سے مطالعہ کرتا ہے جو اس کتاب کی جلد میں خرابی کا باعث ہو تو ایسی صورت میں وہ کتاب ہرگز سپرد نہ کرے، نیز بعض اسلاف کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ کسی کو کتاب حوالہ کرنے سے قبل اس کو کتاب سمیت بلاتے، اگر اس کی کتاب محفوظ ہوتی تو اسے بطیبِ خاطر دیتے، لیکن اگر وہ غبار آلود اور کمزور جلد کی حامل ہوچکی ہوتی تو معذرت کرلیتے تھے۔(۲۱)

اسی طرح اتنی مدت اس کو مطالعہ کے لیے فراہم کرے کہ وہ بآسانی مطالعہ کرکے اپنے ہدف تک رسائی ممکن بنالے، البتہ مستعیر بھی ضرورت سے زائد اس کو اپنے پاس روکے رکھنے سے اجتناب کرے، جیسا کہ ابوبکر خطیبؒ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ: ''ایک شخص کتاب عاریتاً لینے کی امید سے آیا تو معیر نے کتاب اس کے سپرد کرتے ہوئے کہا کہ: ''لا تکن في حبسك لهٗ کصاحب القربة''... ''کتاب کو روکے رکھنے میں مشکیزہ والے شخص کی مانند مت بن جانا'' مستعیر بھی سمجھدار تھا، اس نے فوراً کہا: ''لا تکن أنت في ارتجاعك کصاحب المصباح''... ''تم بھی سوال کرنے میں چراغ والے کا رویہ مت اختیار کرنا'' ذکر کردہ پہلی ضرب المثل کا پس منظر یہ ہے کہ ایک شخص نے عاریۃً مشکیزہ لیا، اور جلد لوٹانے کا وعدہ کیا، مگر عرصہ دراز بعد اس نے مشکیزہ لوٹایا، جبکہ وہ مشکیزہ ناقابلِ استعمال ہوگیا تھا۔ دوسری ضرب المثل کا پس منظر یہ ہے کہ ایک شخص نے دن کے اوقات میں اپنے پڑوسی سے رات آنے والے مہمان کی ضیافت کی غرض سے چراغ عاریۃً لیا، ابھی کچھ ہی لمحات گزرے ہوں گے کہ معیر جو کہ جلد باز قسم کا شخص تھا، وہ اس کی واپسی کا مطالبہ کرنے پہنچ گیا، مستعیر کو کافی حیرت

ہوئی،معیر نے کہا کہ تم نے چراغ دن میں استعمال کے لیے لیا تھا یا رات کے؟اس نے کہا کہ رات اندھیرے میں استعمال کی غرض سے۔اس پر معیر نے کہا کہ رات تو ابھی تک نہیں آئی،لہٰذا میں واپسی کا مطالبہ کرنے آ گیا۔(۲۲)

②:مستعیر سے وابستہ فرائض وآداب

کتاب کو محفوظ طریقہ سے پڑھنے کا اہتمام کرے، واپسی لوٹانے میں تفریط سے کام نہ لے، اسی طرح اس کو آگے عاریۃً، ودیعۃً دینے یا بطور رہن رکھوانے سے گریز کرے۔ نیز کتاب کی سپردگی کے وقت معیر کا شکریہ ادا کرے، جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار میں شاعر نے کتبِ علمیہ کے ساتھ اپنے بے انتہا شغف کا اظہار کیا ہے:

اَجُوْدُ بِجُلِّ مَالِيْ لَا اُبَالِيْ
وَاَبْخَلُ عِنْدَ مَسْاَلَةِ الْكِتَابِ
وَذٰكَ لِاَنَّنِيْ اَنْفَقْتُ حِرْصًا
عَلٰى تَحْصِيْلِهٖ شَرْخَ الشَّبَابِ

ترجمہ:’’میں اپنے تمام مال کی سخاوت کروں، مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے، لیکن کتاب کی طلب پر بخل کا مظاہرہ کرتا ہوں، کیونکہ ان کتب کے حصول میں اپنی جوانی کی طاقت وقوت کو صرف کیا ہے۔‘‘

حواشی وحوالہ جات

١:لسان العرب: ٦١٨/ ٤ ٢:التعر يفات للجرجاني، صفحه: ١٤٦
٣:البناية شرح الهداية: ١٣٦/ ١٠، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان
٤: الجامع لأخلاق الراوي، وآداب السامع للخطيب: ٢٤٢/ ١
٥:الآداب الشرعية لابن مفلح والمنح المرعية: ١٦٨/ ٢
٦:أيضاً ٧: الآداب الشرعية لابن مفلح والمنح المرعية: ١٦٨/ ٢
٨:تذكرة السامع والمتكلم لابن جماعة، الباب الرابع، ص: ١٦٨، ط: دار الكتب العلمية
٩:الفتاوى الهندية: ٣٧٨/ ٤ ١٠:البناية شرح الهداية: ١٣٦/ ١٠، ط: دار الكتب العلمية
١١:سنن أبي داؤد، كتاب البيوع، باب في تضمين العار ية، رقم الحديث: ٣٥٦٢
١٢:الجامع لأخلاق الراوي، باب كراهة حبس الكتب المستعارة عن أصحابها.
١٣: إعارة الكتب أحكامها وآدابها في الفقه الإسلامي، لصالح بن محمد الرشيد، ص: ٢٠، ط: دار الصميعي
١٤:مصنف عبدالرزاق: ١٨٠/ ٣، رقم الحديث: ١٤٧٩١، ط: المجلس العلمي، الهند
١٥:البناية شرح الهداية: ١٤٢/ ١٠، ط:دار الكتب العلمية ١٦:مصنف عبدالرزاق: ١٤٧٨٦
١٧:مختصر اختلاف العلماء للطحاوي ـ اختصار الجصاص: ١٨٦/ ٤
١٨:دار قطني: ٤٥٦/ ٣، رقم الحديث: ٢٩٦١، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان
١٩:الآداب الشرعية لابن مفلح، ص: ١٦٠، فصل في بذل العلم، الناشر: عالم الكتب
٢٠:تذكرة السامع والمتكلم لبدر ابن جماعة، ص: ٢٣١
٢١:تقييد العلم لأبي بكر الخطيب البغدادي، ص: ١٤٦، ط: إحياء السنة النبو ية، بيروت
٢٢:تقييد العلم للخطيب البغدادي، ص: ١٤٨